یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی روحانی اہمیت: ایک اعلامیہ

[تنظیم آزادی فلسطین اور ویٹیکن نے گزشتہ چند مہینوں میں اسرائیلی قیادت سے جو معاہدے کیے ہیں۔ ان کے مالہ وماعلیہ سے مشرقِ وسطیٰ کے مدو جزر پر نگاہ رکھنے والے بخوبی آگاہ ہیں۔ تنظیم آزادی فلسطین کی توجہ "مغربی کنارے" اور "غزہ کی پٹی" میں اپنی حکومت قائم کرنے پر ہے اور اُس نے بیت المقدس کے مسئلہ کو فی الحال نہ چھیڑنے کا وعدہ کر رکھا ہے۔ ویٹیکن "اپنی خواہش کے باوجود" ۳۰ دسمبر ۱۹۹۳ء کے معاہدے میں بیت المقدس کا ذکر لانے میں ناکام رہا ہے۔ بیت المقدس کا کیا انتظام ہوگا؟ اور اسرائیلی قیادت کیا رعائتیں دے گی؟ ان سوالوں کا فی الوقت کوئی واضح جواب نہیں دیا جا سکتا، تاہم مسیحی تنظیموں کی خواہش کا اظہار معاہدوں پر دستخط ہونے سے پہلے گزشتہ برس مئی میں منعقد ایک کلوکیم کے اعلامیہ سے ہوتا ہے۔ اس کلوکیم کے انعقاد میں ورلڈ کونسل آف چرچز کے شعبہ تعلقات بین المذاہب، لوتھرن ورلڈ فیڈریشن، یہودیوں کے ساتھ مذہبی روابط کے لیے ویٹیکن کے کمیشن اور پاپائی کونسل برائے مکالمہ بین المذاہب کی مشترکہ کوششیں شامل تھیں۔

کلوکیم میں تقریباً تیس افراد شریک تھے۔ یہودیت، مسیحیت اور اسلام تینوں ادیان کی نمائندگی موجود تھی۔ شرکاء کی اکثریت کا تعلق بیت المقدس اور اس کی نواحی بستیوں سے تھا، تاہم کچھ شرکاء ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور یورپ سے تھے۔ شرکاء کلوکیم میں کسی تنظیم کے نمائندے نہیں تھے، ہر شخص اپنی ذاتی حیثیت سے شریک تھا۔

ذیل میں کلوکیم کے خاتمے پر جاری شدہ اعلامیہ کا مکمل متن دیا جاتا ہے۔ مدیر]

ابتدائیہ

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے داعی تین ادیان، جن کا آغاز مشرقِ وسطیٰ سے ہوا، کے پیروکار ہونے کی حیثیت سے ہم ۲ سے ۶ مئی ۱۹۹۳ء تک تین دن گلائن (سوئٹزرلینڈ) میں اس مقصد کے لیے یک جا ہوئے کہ یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کے لیے بیت المقدس کی روحانی اہمیت پر غور و خوض کر سکیں۔ اپنی اپنی روایات کی اجتماعی یادیں سننے اور سنانے سے ہمیں بیت المقدس کی "بے مثالیت"

(اور اس کی جو اہمیت ہمارے لیے ہے) کا زیادہ عمیق ادراک حاصل ہوا ہے۔ ہم نے اِس امر کی تصدیق کی ہے کہ یہ مقدس شہر اُن تمام لوگوں کے لیے عالمگیر روحانی اہمیت کا حامل ہے جن کے لیے "ابراہیم علیہ السلام کا خُدا" بنیادی صداقت ہے۔

جوش و جذبہ پر مبنی ہمارے مباحثوں سے یہ بات واضح ہوئی ہے کہ لوگ سختی سے اپنے اپنے نقطۂ نظر پر جمے ہوئے ہیں اور یہ نقطہ ہائے نظر اب بھی ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی قوت رکھتے ہیں۔ اِسی طرح تشدّد کے واقعات مقدس شہر میں زندگی اور دین کی خوبصورت بناوٹ کو برباد کر سکتے ہیں۔

شک و شبہ اور خوف کی فضا نے لوگوں میں مایوسی پیدا کر دی ہے مگر ہم اس کے بالمقابل اُمید کی شمیں روشن کرنے کے لیے پُر عزم ہیں۔ بیت المقدس اب بھی مصالحت اور امن و امان کا شہر بن سکتا ہے۔ اِس مقصد کے لیے ہم واحد، عادل اور رحیم خداوند کی جانب رجوع کرتے ہیں جو یکساں طور پر یہودیوں، مسیحیوں اور مسلمانوں کا معبود ہے۔ یہی خدائے واحد ہے جس نے بیت المقدس کی عنایت میں ہمارے ساتھ شراکت کی تاکہ ہم اس شہر میں ایک دوسرے کے ساتھ شراکت کر سکیں۔

کلوکیم کے سہ روزہ اجلاس میں شرکاء کی گفتگو شدید اختلاف سے عظیم تر باہمی مفاہمت اور اتفاق کی جانب بڑھی ہے۔ شرکائے اجلاس نے اصولی طور پر ایک عمومی بیان تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ بعض شرکاء نے بیان کے متعدد پہلوؤں پر اپنے تحفظات کا اظہار کیا ہے، مگر ہم ایک مسلسل عمل کا حصہ ہیں جو ابھی مکمل نہیں ہوا، اور ہم اتفاق کرتے ہیں کہ یہ مکالمہ جاری رہنا چاہیے۔

مشترکہ بیان

ہم یہودی، مسیحی اور مسلمان کی حیثیت سے، نیز اپنی اپنی روایات سے وابستہ مومن مردوں اور عورتوں کی حیثیت سے "مکالمہ" کے لیے یک جا ہوئے ہیں۔

۱۔ ہم اس امر پر متفق ہیں کہ مذہب کو حصولِ امن کی کوششوں میں رکاوٹیں پیدا کرنے کے بجائے، ان کو بڑھاوا دینے میں مدد ہونا چاہیے۔ ابراہیمی روایت جس کے ہم وارث ہیں، ہمیں ہماری مابہ الامتیاز شناختوں کے ساتھ ساتھ مشترکہ میراث یاد دلاتی ہے۔ مشترکہ میراث اور خدائے واحد پر ایمان تمام اہل ایمان کے لیے بلاوا ہے کہ وہ امن قائم کرنے والے بنیں، جب کہ خدائے واحد بنی نوع انسان کو اشرف المخلوقات قرار دیتا ہے۔ ہم تینوں ادیان کے لیے بیت المقدس کی تقدیس کا اعلان کرتے ہیں اور اپنے اپنے طریقے پر سب کی عبادت کے حقوق تسلیم کرتے ہیں۔ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ایسے دعوے جو ہم اپنی اپنی روایات کے نام پر کرتے ہیں، یہ بلاشرکت غیرے کے اصول پر نہ ہوں۔

۲۔ بیت المقدس میں موجودہ ہولناک صورتِ حال کو نظر میں رکھتے ہوئے ہم اِس امر کے لیے تیار ہیں

کہ شہر کی گزشتہ اور آئندہ زندگی کی ذمہ داری کے مدمقابل ہوں۔ ہماری خواہش ہے کہ مکالمے سے آگے بڑھیں اور شہر میں مبنی برانصاف دائمی امن قائم کریں، ایسا امن جو مسئلے کے فلسطینی اور اسرائیلی ابعاد تسلیم کرتا ہے۔ ہم دعا گو ہیں کہ بیت المقدس کے تمام باسی امن، انصاف اور اپنے انسانی و قومی حقوق کے احترام سے لطف اٹھائیں۔

۳۔ ہم وعدہ کرتے ہیں کہ شہر کے تقدس کی ضمانت کے لیے کام کریں گے۔ ایسا کرتے ہوئے ہم پابند ہیں کہ ایک دوسرے کی بات سنیں گے، ایک دوسرے کی آواز کو تسلیم کریں گے اور بیت المقدس کی بے مثالیت قائم رکھنے کے لیے اپنی اپنی وابستگیوں کا احترام کریں گے۔

۴۔ شہر کے مقدس کردار کے تحفظ نیز نازک تاریخی، تعمیراتی اور آبادی کا توازن قائم رکھنے کی کوششوں میں مقامی برادریوں کی خواہشات، خوف اور اُمیدوں کو سنجیدگی سے پیش نظر رکھا جانا چاہیے۔

۵۔ ہم فرد کی زندگی، دیانت داری اور جائیداد کے تقدس کا اعلان کرتے ہیں اور ہم ہر قسم کے تشدد، نیز قومی اور انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی مذمت کرتے ہیں۔

۶۔ چوں کہ بیت المقدس شہرِ امن ہے۔ امن انصاف پر مبنی ہونا چاہیے۔ جو کسی فوجی قوت کے بل پر قائم نہ ہو۔ منصفانہ امن میں تمام لوگوں کی سماجی، تعلیمی اور معاشی ترقی کے ساتھ ساتھ ماحول کے تحفظ کے لیے مشترکہ جدوجہد شامل ہے کیوں کہ ماحول اللہ تعالیٰ کی بے پناہ نوازشوں میں سے ایک نوازش ہے۔

جیسا کہ امن کا عمل جاری ہے، ہم مذاکرات میں شریک افراد سے کہتے ہیں کہ وہ اِس بیان کے مشمولات پر سنجیدگی سے غور و فکر کریں۔

ہم دعا کرتے ہیں کہ بیت المقدس فلسطینی اور اسرائیلی دو قوموں اور توحید کے داعی تین مذاہب کے ماننے والوں کے لیے ہمیشہ انصاف، مصالحت باہمی اور مکالمے کی جگہ ہو، تاکہ اس کا بے مثال کردار انصاف، امن، محبت، مصالحت اور بقائے باہمی کو تقویت دے اور قائم رکھے، اور دُنیا بھر کے تمام خاندانوں کے لیے رحمت ثابت ہو۔ (دی اکیومینیکل ریویو بحوالہ ماہنامہ "فوکس" لیسٹر، اگست ۱۹۹۳ء)